ختم کر دیتے ہیں۔

کوئی ایک دین یا نظریہ یا مخصوص نظامِ اقدار و شعائر رکھنے والے ابنائے آدم جب کسی مخالف دین یا نظریے کے تمدن میں گھر جاتے ہیں تو ان کا ایک رویّہ یہ ہوتا ہے کہ وہ مخالف نظام کے سامنے جھک جائیں یا اس معاشرے کے جسم میں ہضم ہو جائیں۔ دوسری شکل یہ ہے کہ وہ خود تو کسی نہ کسی طرح کھڑے رہیں، لیکن نہ وہاں کے مخالف معاشرہ کی غلط ساخت سے اس کے اکابر و عوام کو آگاہ کرنے کی جرأت کریں۔ اور نہ اپنے اہلِ خانہ، اپنی اولادوں اور اپنے ہم خیال اور ہم مسلک افراد کو بیداریٔ ایمان کے ساتھ اپنے تحفظ اور دوسروں کی فلاح و بہبود کے لیے متحرک کریں۔ اس صورت میں زیادہ دیر تک خود اپنے آپ کو بھی سلامت نہیں رکھا جا سکتا۔

ایک خدا پرست مسلم فرد یا گروہ کا منصب مادہ پرست معاشروں میں یہ ہے کہ وہ اپنے شعورِ خدا پرستی اور اپنے ایمان و اخلاق کو مضبوط کر کے منظم ہوں اور خود بھی، اپنی مستورات کو بھی اور بچوں کو بھی دینِ حق کے علم اور اسلامی اخلاق سے آراستہ کریں۔ اور پھر مادہ پرست معاشرے کے اکابر و عوام کو مناسب طریقوں سے تدریجاً یہ سمجھائیں کہ مادہ پرستانہ زندگی انسان کو دولت، سامان اور وسائل تو دے سکتی ہے، مگر دلی سکون اور پاکیزہ جذبات اور اخلاقی بنیادوں پر قائم ہونے والے انسانی رشتے اور رابطے نہیں دے سکتی، نیز ایسا نظامِ حیات ہرگز قائم نہیں ہو سکتا جس میں حقیقی عدل و توازن پایا جائے۔

آپ سب اپنی اپنی جگہ یہ سمجھیے کہ آپ خدا کے سفیر ہیں اور دینِ حق کے قاصد، جن کو کسی بہانے خدا ناآشنا (سیکولر) تمدنی نظاموں میں پہنچا دیا گیا ہے۔ آپ خیال کریں کہ خدا کے پیغمبر کیسے کیسے تاریک اور بدراہ ماحول میں تنِ تنہا کھڑے ہو کر دعوتِ حق دیتے تھے۔ اور اکثر اوقات بہت ہی سنگین رویے اپنی اقوام کی طرف سے بھگتتے تھے۔ مگر نہ وہ اور ان کے ساتھی حالات کے دباؤ سے کبھی بدلے اور جھکے اور نہ انھوں نے کام کرنا ترک کیا۔ بس آپ میں سے ہر شخص انبیاء کا پیرو ہونے کی حیثیت سے دعوتِ حق کے کام کے متعلق یہ سمجھے کہ:

IT DEPENDS UPON ME!